Pakistan Islamicus

An International Journal of Islamic and Social Sciences

(Bi-Annual)

Trilingual: Urdu, Arabic, and English

pISSN: 2789-9365 eISSN: 2790-4911

https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Published by:

Muslim Intellectuals Research Center

Multan-Pakistan

website: www.mircpk.net

Copyright Muslim Intellectuals Research Center

All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

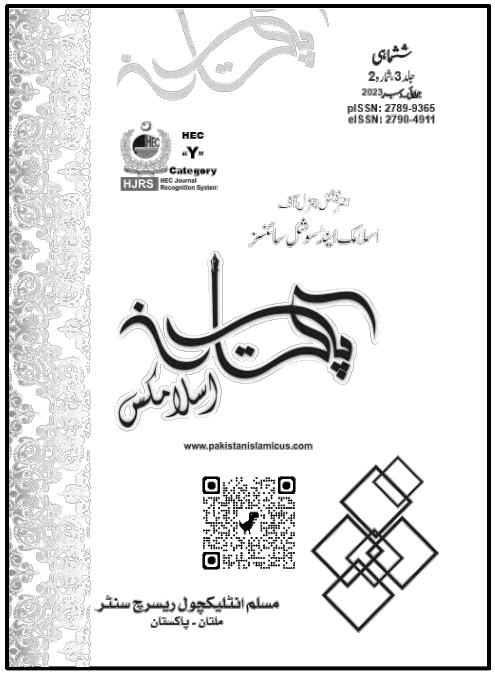

TOPIC

اقلیتوں کے حقوق سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE RIGHTS OF MINORITIES IN THE LIGHT OF SEERAH

AUTHORS

Qudsia Khanam

MPhil Scholar

Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.

ak7159475@gmail.com

How to Cite

Qudsia Khanam. 2023.

اقلیتوں کے حقوق سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

"AN ANALYTICAL STUDY OF THE RIGHTS OF MINORITIES IN THE LIGHT OF SEERAH".

PAKISTAN ISLAMICUS (An International Journal of Islamic & Social Sciences) 3 (2): 57-77.

https://pakistanislamicus.com/index.php/home/article/view/84

اقلیتوں کے حقوق سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE RIGHTS OF MINORITIES IN THE LIGHT OF SEERAH

Qudsia Khanam
MPhil Scholar
Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.
ak7159475@gmail.com

Abstract

Islam is a complete code of life that teaches equality and provides guidance in every aspect of life. In the religion of Islam, every person has basic rights and every person's basic rights are taken care of. However, no preference has been given to Arabs over foreigners, blacks over whites, whites over blacks, and no one has been given priority because of colour, race, language, caste, or profession, because Islam is a guide for all human beings. And it is a source of guidance. Where Islam has protected the rights of Muslims, it has also provided rights to other people living in Islamic societies who are followers of other religions or ideologies than Islam, since the number of these non-Muslims is less than that of Muslims. That is why they are also called minorities, but the term dhimmi is used for non-Muslims who live permanently in Islamic society, on the contrary, non-Muslims who temporarily came to Islamic society are called Mustamen. This research also focuses on this study will not only examine the rights of minorities in Islam especially in the light of the Seerah of the Prophet Muhammad (P.B.U.H) but also describe the relation of the Prophet (P.B.U.H) towards Non-Muslims. What kind of behavior did he adopt with the people of Madinah and what laws and terms did he implement regarding the minorities while establishing the state of Madinah?

Keywords: Minorities, Rights, Muslims, Islam, Seerah, Islamic Law.

اقلیت کے معنی کمی، تھوڑا ہونا، کم تعداد، کسی ملک میں مذہب، قومیت یا تہذیب و تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص گروہ جس کی تعداد اس گروہ سے کم ہو۔[1]

کسی معاشرے کا چھوٹا گروہ یا جمعیت جو نسل، مذہب، زبان اور سیاسی وابستگی کی بنیاد پر اختلاف رکھتا ہو۔[2]

---

[1] مولوی فیروزالدین، فیروز اللغات اردو، فیروز سنز لاہور، ۲۰۱۵ء، ص:۱۱۰
Feroz ud dīn, Mowlavī. (2015). Feroz al Lughāt Urdu. Feroz Sons Lahore.

[2] شان الحق حقی، اوکسفرڈ انگلش اردو ڈکشنری، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، لندن،، ۲۰۰۵ء، ص:۱۰۱۹
Ḥaqī, Shān al ḥaq. (2005). Oxford English Urdu Dictionary. Oxford University Press London.

اقلیت سے مراد کسی بھی ملک کا وہ انسانی گروہ جو اپنے دین، مذہب، نسل، بنیادی اور اساسی چیزوں میں اس گروہ کے اکثریتی گروہ سے مختلف ہو ۔ [3]

مندرجہ بالا تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ اقلیت لوگوں کے اس گروہوں کو کہاجاتا ہے جو مذہب، تمدن، نسل، زبان وغیرہ کی بنیاد پر دوسرے گروہ سے اختلاف رکھتا ہو اور تعداد میں بھی دوسرے گروہ سے کم ہو۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کو مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام میں ہر انسان کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے کیونکہ یہ حقوق انسانی زندگی کی بقاء اور اس کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلام نے یہ حقوق تمام انسانوں کو عطا کیے ہیں اور رنگ، نسل، ذات پات اور زبان کی وجہ سے انسانوں میں کوئی تفریق نہیں کی بلکہ نص قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قومیں اور قبیلے بنائے گئے ہیں یہ محض انسانوں کی پہچان کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا"[4]

اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنادیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

دور جاہلیت میں انسان خصوصا عرب بہت سی اخلاقی بیماریوں میں مبتلا تھے۔ ان میں سب سے نمایاں بیماری فخر کی تھی کہ ہر انسان اپنے آپ کو معتبر اور اعلی سمجھتا تھا اور دوسرے کو حقیر وذلیل جانتا تھا اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت میں تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے اس نمایاں برائی کی اصلاح کی جو پوری دنیا میں فتنہ وفساد کی وجہ بنی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم کو درج ذیل حقیقتوں سے آگاہ کیا ہے۔

تمام اولاد آدم ایک ہی مرد اور عورت سے معرض وجود میں آئے ہیں اور تمام انسانوں کو پیدا کرنے والے مختلف خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا نے تمام بنی نوع انسان کو پیدا کیا ہے۔

تمام بنی نوع انسان کا اپنی اصل کی وجہ سے ایک ہونے کے باوجود مختلف قبیلوں، شاخوں، گروہوں، ذاتوں اور قوموں میں منقسم ہونا بھی فطری چیز ہے کیونکہ پوری کائنات کی سرزمین میں تمام بنی نوع انسان کا صرف ایک خاندان تو ہو نہیں سکتا تھا کیونکہ انسانوں میں سے کسی کو کسی خطے میں رہنا تھا اور کسی کو کسی اور میں، ایک خطے میں رہنے والے انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب اور دوسرے خطے میں رہنے والے انسانوں کو ان سے دور ہی ہونا تھا اور

---

[3] یوسف القرضاوی، فقہ الاقلیات، مترجم: الیاس نعمانی، شعبہ حسنین، ۲۰۱۱ء، ص:۲۳

Al Qarzāwī, Yūsuf. (2011). Fiqh al Aqallīyyāt, Ilyās Nu‚mānī & shu‚bah ḥasnayin trans

[4] القرآن، سورۃ الحجرات، ۴۹:۱۳

Al-Qur'ān, 49:13

اس فطری اختلاف کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ایک زبان کے لوگ دوسری زبان کے لوگوں کو، ایک ذات کے لوگ دوسری ذات کے لوگوں کو، ایک خطے کے لوگ دوسرے خطے کے لوگوں کو حقیر اور کمتر سمجھے اور خود کو برتر واعلیٰ گردانے اور جو انسانی حقوق تمام انسانوں کو حاصل ہے اس میں بھی ایک دوسرے کو ترجیح دیں۔[5]

"یا أیها الناس إن الله قد أذهب عنکم عُبیة الجاهلیة وتعاظمها بآبائها فالناس رجلان بر تقي کریم علی الله وفاجر شقي هین علی الله والناس بنو آدم وخلق الله آدم من التراب۔"[6]

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے زمانے کی خرابیاں دور کر دی ہے اور تمہیں خاندانی تکبر سے پاک کر دیا پس لوگ دو طرح کے ہیں ایک اللہ کے نزدیک نیک اور متقی، دوسرا بدبخت جو اللہ کے نزدیک ذلیل اور کمتر۔ تمام انسان حضرات آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے۔

اگر اسلام نے کسی انسان میں کوئی تفریق کی ہے تو وہ صرف عقیدے کی وجہ سے کی ہے کیونکہ جو شخص عقائد اسلام پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا بلکہ وہ قرآن کی رو سے کافر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"هُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌوَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ "[7]

وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام رنگ، نسل، زبان اور تعداد کی وجہ سے کسی کو مومن یا کافر قرار نہیں دیتا بلکہ ارکان اسلام پر ایمان لانے یا نہ لانے کی وجہ سے وہ انسانوں کو مومن یا کافر میں تقسیم کرتا ہے اسی وجہ سے اسلامی معاشرے میں رہنے والے غیر مسلم کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاتا ہے چونکہ غیر مسلم انسان ہی ہوتے ہیں اس لیے قرآن اور سیرت طیبہ ﷺ میں انہیں بہت سے حقوق فراہم کیے گئے ہیں۔ جس طرح اسلامی معاشرے میں رہنے والے مسلمانوں کو حقوق دیے گئے ہیں ویسے ہی اسلامی معاشرے میں رہنے والے غیر مسلموں کو بھی حقوق فراہم کیے ہیں۔ رنگ، نسل، زبان کی وجہ سے تفریق کرنے کی نہ تو قرآن میں کوئی مثال ملتی ہے اور نہ ہی سیرت طیبہ ﷺ میں اس سے متعلق کوئی روایت ملتی ہے۔ حدیث جبرائیل کے

---

[5] ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن، ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۸ء، ج:۵، ص:۹۶-۹۷ Maudūdī, Abū al Aa, la. (2008). Tafhīm al Qur'ān. Tarjumān al Qur'ān Lahore.

[6] محمد بن عیسی ترمذی، جامع ترمذی، ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورۃ الحجرات، دارالاسلام، الریاض، ۱۴۲۱ھ، حدیث: ۳۲۷۰

Tirmazī, Muḥammad bin ʻIīsā, Jāmi،a Tirmazī. (1421). Dār al Islām al Riyāḍ. Abwāb Tafsīr al Qur'ān ،an Rasūl Allāh, Bāb wa min Sūrah al ḥujrat. Ḥadīth: 3270

[7] القرآن، سورۃ التغابن، ۶۴:۲

Al-Qur'ān, 64:2

مطابق جو انسان عقائد اسلام اور ارکان اسلام کو دل سے مانتا ہو اور زبان سے اس کا اقرار کرتا ہو وہ مومن ہے چاہے وہ کسی بھی رنگ، نسل، ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام رنگ، نسل، زبان اور پیشہ کی وجہ سے کسی انسان میں کوئی تفریق نہیں کرتا اور نہ ہی تمام انسانوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرتا ہے۔

اسلامی معاشرے میں رہنے والے غیر مسلم افراد

اسلامی معاشرے میں رہنے والے غیر مسلم افراد کو درجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

- **مفتوحین**

وہ غیر مسلم جن کو مسلمانوں نے جنگ میں شکست دے کر اپنے قبضے میں لیا ہو۔

- **معاہدین**

لغت میں معاہد عہد و پیمان کرنے والے، قول اور اقرار کرنے والے کو کہتے ہیں اور ان کی جمع معاہدین ہے۔[8]
اصطلاح میں وہ غیر مسلم جو بغیر جنگ کے یا جنگ کے دوران ہی اطاعت قبول کرنے پر راضی ہو جائے اور اسلامی حکومت سے مخصوص شرائط پر معاہدہ کرلے اس کو معاہد کہا جائے گا۔[9]

- **مستامن**

مستامن کے لغوی معنی پناہ مانگنے اور امن چاہنے والے کے ہیں۔[10] جو غیر مسلم ایک مقرر وقت تک اسلامی حکومت سے اجازت لے کر اسلامی معاشرے میں آئیں انہیں مستامن کہا جائے گا۔

- **ذمی / اہل ذمہ**

وہ غیر مسلم جو اسلامی ریاست میں رہتا ہو اور مسلمان جزیہ کے بدلے اس کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔

ذمی کے لغوی معنی ضمانت، کفالت، عہد، سپردگی، تحویل، امانت، جواب دہی اور مواخذہ کے ہیں۔ اصطلاح میں ذمی اس غیر مسلم کو کہا جاتا ہے جو اسلامی ریاست، ملک یا سلطنت میں رہے اور جزیہ ادا کرے اور اس کے بدلے اسے فوجی خدمات سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔[11]

---

[8] فیروزالدین، فیروزاللغات، ص:۱۳۲۳ — Feroz ud dīn, Mowlavī. (2015). Feroz al Lughāt Urdu. Feroz Sons Lahore.

[9] ابوالاعلی مودودی، اسلامی ریاست، اسلامی پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۶ء، ص:۴۰۳ — Maudūdī, Abū al Aa, lā. (2016) Islāmī Rīyāsat. Islāmī Publications Lahore.

[10] فیروزالدین، فیروزاللغات، ص:۱۳۰۳ — Feroz ud dīn, Mowlavī. (2015). Feroz al Lughāt Urdu. Feroz Sons Lahore.

[11] فیروزالدین، فیروزاللغات، ص:۷۳۱ — Feroz ud dīn, Mowlavī. (2015). Feroz al Lughāt Urdu. Feroz Sons Lahore.

قرآن مجید میں بھی ذمہ کا لفظ عہد اور وعدہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

"كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً"[12]

کیونکر (ان کے معاہدہ کا لحاظ رکھا جائے) حالانکہ اگر وہ غالب آجائیں تم پر تو نہ لحاظ کریں تمہارے بارے میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا۔

"لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً"[13]

نہیں لحاظ کرتے کسی مومن کے حق میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی وعدہ کا۔

ذمی کو اہل الذمہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کے عہد وامان میں داخل ہوتا ہے۔ لسان العرب میں ہے:

"وسمي اهل الذمة ذمةلدخولهم في عهدالمسلمين وامانهم۔"[14]

اسلامی حکومت اپنے معاشرے میں مقیم غیر مسلم رعایا کے جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے ذمہ داری لیتی ہے اس لیے اسلامی ریاست میں مستقل رہنے والے غیر مسلم کو ذمی یا اھل الذمہ کہا جاتا ہے۔[15]

"عقد يضمن اقرار بعض الكفار على ماہد ينون به على الدوام ببذل الجزية والتزام أحكام الاسلام العامة."[16]

مندرجہ بالا تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عقد ذمہ ایسا معاہدہ ہے جو اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں کو جزیہ دینے اور عام اسلامی احکامات کی پابندی کرنے کے بدلے اپنے دین پر قائم رہنے کی ضمانت دیتا ہے۔ عبد الکریم زیدان رقمطراز ہے:

"واهل الذمة هم المعاهدون من النصارى واليهود وغيرهم ممن يقيم فى دارالاسلام۔"[17]

مندرجہ بالا سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کوئی بھی غیر مسلم چاہے وہ یہود اور نصاری کے معاہد سے ہو یا ان کے علاوہ ہو۔ اگر وہ دار الاسلام میں مستقل طور پر سکونت اختیار کرے گا تو انہیں اہل الذمہ کہا جائے گا۔

---

[12] القرآن، سورۃ التوبہ، ۹:۸ — Al-Qur'ān, 9:8

[13] القرآن، سورۃ التوبہ، ۹:۱۰ — Al-Qur'ān, 9:10

[14] جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، لبنان، ۱۹۸۷ء، ج:۱۲، ص:۲۲۱

Ibn -e- Manẓūr, Jamāl al dīn Muḥammad bin Mukarram. (1987). Lisān al ,Arab. Dār Ṣadir Beirūt Labnān.

[15] اردو دائرہ معارف الاسلامی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۳۹۳ھ، ج:۱۰، ص:۲۵ — Urdu Da,irah Ma,ārif al Islāmī. (1393). Punjab University Lahore.

[16] ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ، ج:۳، ص:۴۸۹

Ibn-e-Rushd. (1424). Bidāyat al Mujtahid Wa Nihāyat al Muqtaṣid. Dār al Kutub al Ilmiyyah Beirūt Labnān.

[17] عبد الکریم زیدان، احکام الذمیین والمستامنین فی دار الاسلام، موسسہ الرسالہ بیروت، ۱۴۰۲ھ، ص:۲۲

Zayadān, ,Abd al Karīm. (1420). Aḥkām al Zimīyyīn wa al Musta'mīnīn fī dār al Islām. Beirūt.

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ یہ وہ دین ہے جس کو اللہ تعالٰی نے پسند فرمایا ہے۔ اب تا قیامت تک کوئی نیا دین نہیں آئے گا۔ حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید نازل کیا گیا جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ آپ ﷺ کا ہر عمل، قول، فعل قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ جب قرآن تمام انسانوں کے لیے ہدایت کی کتاب ہے تو اس میں تمام انسانوں کے لیے بنیادی حقوق بھی فراہم کیے گئے ہیں تاکہ معاشرے میں امن وسکون قائم رہ سکے اور ان حقوق کی ادائیگی میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی تخصیص نہیں کی گئی کیونکہ سیرت طیبہ ﷺ قرآن کی عملی تفسیر و تشریح ہے جیسا کہ نص قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اپنی طرف سے کوئی بات بھی نہیں کرتے بلکہ وہ وہی بات کرتے ہیں جو اللہ تعالٰی ان کے دل میں ڈالتا ہے۔ ذیل میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔

اقلیتوں کی جان کی حفاظت کرنا

قرآن اور سیرت طیبہ ﷺ میں تمام انسانوں جس میں مسلم، غیر مسلم اور اسلامی معاشرے میں مستقل یا عارضی رہنے والے غیر مسلم اقلیتیں شامل ہیں ان تمام کو جو پہلا حق دیا گیا ہے وہ ان کی زندگی کی بقاء اور حفاظت کا حق ہے کیونکہ باقی تمام حقوق اس وقت دیے جائیں گے جب انسان زندہ ہو گا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور سیرت طیبہ ﷺ میں جان کی حفاظت سے متعلق بہت سی روایات ملتی ہیں۔

"اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا."[18]

جس نے قتل کیا کسی انسان کو سوائے قصاص کے اور زمین میں فساد برپا کرنے کے تو گویا اس نے قتل کر دیا تمام انسانوں کو اور جس نے بچا لیا کسی جان کو تو گویا بچا لیا اس نے تمام لوگوں کو۔

ایک بار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیں کہ میری زندگی اچھی گزرے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تمہیں بچانا پسند ہے یا مارنا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (بل نفس احییها:قال: علیك بنفسك)[19] نفس کو بچانا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اصلاح کرتے رہو۔

---

[18] القرآن، سورۃ المائدہ، ۵:۳۲
Al Qur'ān, 5:32

[19] اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر قرآن العظیم، دار طیبۃ، الریاض، ۱۴۲۰ھ، ج:۳، ص:۹۴
Ibn -e- Kathīr, Ismā،īl bin ،Umar. (1420). Tafsīr al Qur'ān al ،Aẓīm. Dār al ṭayībah al Rīyāḍ.

قاضی بیضاوی رقمطراز ہے:

"من حيث انه هتك حرمة الدماء وسن القتل وجرأالناس عليه."[20]

جس نے کسی ایک بے گناہ کو قتل کیا اس نے انسانی خون کی بے حرمتی اور توہین کی نیز اس شخص نے قتل کی رسم کا نئے سرے سے آغاز کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرح کا گناہ کرنے کی جرأت دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ-وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ [21]

اور نہ قتل کرو اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا مگر حق کے ساتھ اور جو قتل کیا جائے ناحق تو ہم نے مقتول کے وارث کو (قصاص کے مطالبہ کا) حق دیا ہے بس اسے چاہیے قتل میں اسراف نہ کریں۔

"وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِۙ-وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّۙ-وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ."[22]

اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لیے توراۃ میں (یہ حکم) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لیے قصاص۔

مندرجہ بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ تمام انسانوں کی جان قیمتی ہے۔ کسی انسان نے کسی دوسرے انسان کا قتل کیا خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم یا اسلامی معاشرے میں مستقل یا عارضی رہنے والی غیر مسلم اقلیتیں ہو تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور اس قاتل سے خون کا بدلہ بھی لیا جائے گا۔ یہ تمام اقدام اس لیے کیے گئے ہیں تاکہ ایک انسان دوسرے انسان کی جان کی حفاظت کرے اور اس کو ناحق قتل نہ کرے۔ ان آیات میں چونکہ مسلم، غیر مسلم کی جان کی تخصیص نہیں کی گئی اور نہ ہی ان میں کوئی فرق کیا گیا ہے اس لیے غیر مسلم اقلیتوں کی جان کی حفاظت بھی اتنی اہم ہے جتنی مسلمان کی۔ سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اگر اقلیتوں کی جان کی حفاظت کے حق کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کفار نے

---

[20] ناصر الدین ابی الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی، انوار التنزیل واسرار التاویل، مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۸۸ھ، ج:۱، ص:۲۷۲

Bayḍāvī, Nāṣir al Dīn Abī al Khair ،Abdullah bin ،Umar. (1388). Anwār al Tanzīl wa Isrār al Tāwīl. Maktabah wa Maṭaba'ah Muṣṭafā al Bābī al Ḥalbī.

[21] القرآن، سورۃ الإسراء، ۱۷:۳۳

Al-Qur'an, 17:3

[22] القرآن، سورۃ المائدہ، ۵:۴۵

Al-Qur'an, 5:45

آپ ﷺ پر بے شمار ظلم و ستم کیے لیکن جب آپ ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کی اور پھر مکہ کو فتح کیا تو نا صرف آپ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا بلکہ اقلیتوں کو بہت سے حقوق بھی دیے ہیں۔ جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ جو پہلا حق دیا گیا ہے وہ ان کی جان کی حفاظت ہے۔

"عمربن الحمق قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول من أمن رجلا على نفسه فقتله اعطي لواء الغدريوم القيامة."[23]

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کسی شخص کو جان کی امان دی اور پھر اسے قتل کر دیا تو روز قیامت اسے عہد شکنی کا پرچم دیا جائے گا۔

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو امان دینے کے بعد اس کو قتل کر دے تو قیامت کے روز اسے عہد شکنی یعنی عہد توڑنے کا نشان دیا جائے گا۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الامن قتل نفسا معا هدا له ذمة الله وذمة رسوله فقد اخفر بذمة الله فلا يرح رائحة الجنة."[24]

اگر کوئی شخص معاہد کو قتل کر ڈالے جس کا ذمہ اللہ اور اس کے رسول پر تھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو توڑا اس لیے وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا۔

قرآن اور سیرت طیبہ ﷺ میں جہاں جان کی حفاظت کے سلسلے میں مسلمان اور غیر مسلم میں کوئی تفریق نہیں کی گئی وہاں ہی اسلامی معاشرے میں رہنے والے غیر مسلم اقلیتوں کی دیت میں بھی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا."[25]

اور نہیں (جائز) کسی مومن کے لیے کہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے تو (اس کی سزا یہ ہے) کہ آزاد کرے مسلمان غلام اور خون بہا ادا کرے مقتول کے گھر والوں کو

---

[23] امام احمد بن حنبل، مسند للامام احمد بن حنبل، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ج:۸، حدیث:۲۲۰۰۷

Aḥmad bin ḥanbal, Imām. (1414). Musnad lil Imām Aḥmad bin Ḥanbali. Dār al Fikar Beirūt. . Ḥadīth: 22007.

[24] محمد بن عیسی ترمذی، جامع ترمذی، أبواب الدیات عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فیمن یقتل نفسا معاھدۃ، حدیث:۱۴۰۳

Tirmazī, Muḥammad bin ˛Iīsā, Jāmi˛a Tirmazī, Dār al Islām al Riyāḍ. Abwāb al ddiyyāt ˛an Rasūl Allāh, bāb mā jāa' fī man yaqtul nafsan mu˛āhidah. Ḥadīth: 1403

[25] القرآن، سورۃ النساء، ۹۲:۴

Al Qur'an, 4:92

مگر یہ کہ وہ خود ہی (خون بہا) معاف کر دے پھر اگر ہو وہ مقتول اس قوم سے جو دشمن ہے تمہاری، لیکن وہ (مقتول) خود مومن ہو تو (قاتل) آزاد کرے ایک مسلمان غلام اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ ہو چکا ہے تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ تو (قاتل) خون بہا دے دیں اسکے گھر والوں کو اور آزاد کریں ایک مسلمان غلام تو جو شخص غلام نہ پا سکے تو روزے رکھے دو ماہ لگاتار (اس گناہ کی) توبہ اللہ کی طرف سے (یہی مقرر ہے) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتول کے لیے مومن کی قید نہیں لہذا اگر کوئی شخص اسلامی ریاست میں رہنے والی غیر مسلم اقلیتوں میں سے کسی کو قتل کر دے گا تو اسے بھی مسلمان کے قتل کی دیت کے برابر دیت دینا ہوگی کیونکہ شریعت اسلامیہ میں مومن اور کافر کی دیت میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔

اقلیتوں کے مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا

قرآن اور سیرت طیبہ ﷺ میں جہاں غیر مسلم اقلیتوں کو جان کی حفاظت کا حق دیا گیا ہے وہاں ان کے مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنے کا بھی حق دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ."[26]

اور نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طریقے سے۔

اسی طرح سورۃ النساء آیت نمبر ۲۹ میں بھی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ ان آیات میں بھی مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں کیا گیا بلکہ تمام لوگوں کو ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے یعنی دھوکے، فریب، رشوت کے ذریعے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

سیرت طیبہ ﷺ میں بھی ہمیں غیر مسلم کے مال کی حفاظت سے متعلق بہت سے اہم واقعات ملتے ہیں۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الا لا تحل اموال المعاهدين الا بحقها."[27]

تمہارے لیے معاہدین کے مال میں سے کوئی مال حلال نہیں مگر حق کے ساتھ۔

---

[26] القرآن، سورۃ البقرہ، ۲:۱۸۸

Al Qur'an, 2:188

[27] امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الأطعمة، باب النهي عن أكل السباع، دار الاسلام، الریاض، ۱۴۲۱ھ، حدیث: ۳۸۰۶

Abū dāūd, Imām. (1421). Sunan Abū dāūd. Dār al Islām al Riyāḍ, Kitāb al aṭ،imah, bāb al nahī ،an Akal al Sabā،. Ḥadīth: 3806

اسی طرح ایک اور موقع ہمارے سامنے ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر کو معاہدہ توڑنے کی وجہ سے جلاوطن کیا تو ان کی زمینوں اور سامان پر قبضہ نہیں کر لیا بلکہ انہیں جلاوطنی سے پہلے یہ اجازت دی کہ وہ جتنا سامان ساتھ لے جاسکتے ہیں وہ لے جائے۔[28]

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خوب سن لو کوئی درندہ اور نہ ہی پالتو گدھا اور نہ ہی کافر ذمی یا معاہد کا پڑا ہوا مال حلال ہے سوائے اس کے کہ وہ اس سے جوابدہ ہو جائے۔[29]

اقلیتوں کو عقائد، عبادات اور رسم و رواج کی آزادی

تمام بنی نوع انسان جس طرح اپنی شکل، جسمانی چال ڈھال، عادات، اخلاق، مزاج اور ذہنی صلاحیت میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں اسی طرح فکر، عقیدے، مذہب اور نظریے میں بھی تمام بنی نوع انسانی کا آپس میں اختلاف ہوتا ہے اور یہ اختلاف تمام بنی نوع انسان میں قدرتی طور پر پایا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہیں:

"وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ."[30]

اور اگر چاہتا آپ کا رب تو بنا دیتا سب لوگوں کو ایک ہی امت لیکن (حکمت کا یہ تقاضا نہیں) وہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے مگر وہ جن پر آپ کے رب نے رحم فرمایا (وہ اس فتنہ سے محفوظ رہیں گے)۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو دیگر کائنات کی طرح تمام انسانوں کو بھی ایک جیسا بناتا اور ان کی استعداد اور قابلیت وغیرہ میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ رکھتا لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلافت کے منصب پر فائز کیا ہے اور خلافت کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ارادے اور اختیار کی آزادی دی ہے تا کہ وہ اپنا راستہ خود متعین و مقرر کر سکے اور انسان کے سامنے ہدایت اور گمراہی کو واضح کر دیا گیا ہے اور اسے آزادی دی گئی ہے کہ وہ جس راہ اور راستے کو اختیار کرنا چاہے کرے۔[31]

---

[28] مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ۱۴۳۹ھ، ج:۸، ص:۲۷۱

Iṣlāḥī, Mulānā Amīn Aḥsan. (1439). Taddabur Qur'ān. Fārān Fā'undashen Lahore.

[29] امام ابوداؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الأطعمة، باب النهي عن أكل السباع، حدیث: ۳۸۰۴

Iṣlāḥī, Mulānā Amīn Aḥsan. (1439). Taddabur Qur'ān. Fārān Fā'undashen Lahore.

[30] القرآن، سورۃ ھود، ۱۱:۱۱۸-۱۱۹

Al Qur'ān, 11:118-119

[31] سید قطب، تفسیر فی ظلال القرآن، دارالشروق، بیروت، ۱۴۲۳ھ، ج:۴، ص:۱۹۲۶-۱۹۲۷

Sayyed Quṭub. (1423). Tafsīr Fī Ẓilāl al Qur'ān. Dār al Shurūq Beirūt.

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ."[32]

بس جس کا جی چاہے وہ ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر کرتا رہے۔

قبیلہ سالم بن عوف میں سے حصین نامی شخص کے دو بیٹے عیسائی تھے لیکن جب وہ خود مسلمان ہو گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے عیسائیت کے علاوہ کسی دین کو نہیں تسلیم کرتے تو کیا میں انہیں جبراً مسلمان بنالوں.[33] اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ."[34]

کوئی زبردستی نہیں ہے دین میں۔

قاضی ثناء اللہ رقمطراز ہے:

ایماندار ہونے میں جبر کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اکرہ کا صرف یہ معنی ہے کہ کسی سے بزور ایسا کام کرایا جائے جس کو وہ خوشی سے نہ کرنا چاہے ایسا اکرہ قول و فعل میں تو ممکن ہے لیکن ایمان میں یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ ایمان تو دل کے عقیدے کا نام ہے اور دل کا عقیدہ اکرہ سے پیدا نہیں ہوتا.[35]

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ."[36]

تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کا خیال اس قدر رکھا گیا ہے کہ ان کے معبودوں کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے کہ ان کی دل شکنی، دل آزاری نہ ہو۔

"وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ."[37]

اور نہ برا بھلا کہو انہیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا۔

---

[32] القرآن، سورۃ الکہف، ۲۹:۱۸ — Al Qur'ān, 18:29

[33] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، داراحیاء التراث العربی-بیروت لبنان، ۱۴۲۵ھ، ج:۱، ص:۳۹۸

Qāḍi thanāullāh Pānī Patī. (1425), Tafsīr -i- Maẓharī. Dār Aḥyā' al-Turāth al ‹arabī Beirūt Labnān.

[34] القرآن، سورۃ البقرہ، ۲۵۶:۲ — Al Qur'ān, 2:256

[35] قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری، ج:۱، ص:۳۹۸ — Qāḍi thanāullāh Pānī Patī. (1425), Tafsīr -i- Maẓharī. Dār Aḥyā' al-Turāth al, arabī Beirūt Labnān.

[36] القرآن، سورۃ الکافرون، ۶:۱۰۹ — Al Qur'ān, 109:6

[37] القرآن، سورۃ الانعام، ۱۰۸:۶ — Al Qur'ān, 6:108

اللہ تعالٰی نے جہاں غیر مسلموں کو عقیدے اور عبادت کی مکمل آزادی دی ہے اور ان کے ساتھ جبر کرنے سے منع کیا ہے وہاں انہیں اپنے معاملات، تنازعات، مقدمات اور فیصلوں کو حل کرنے کے لیے بھی مکمل آزادی فراہم کی ہے کہ وہ اپنے تمام ترچیزوں کا فیصلہ اپنی کتاب، اپنے قانون، اپنی مذہبی روایات اور رسومات کے مطابق کرے اور مسلمانوں کو بھی ان کا فیصلہ ان کے قانون کے مطابق کرنا چاہیے۔

"وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ."[38]

اور ضرور فیصلہ کیا کریں انجیل والے اس کے مطابق جو نازل فرمایا اللہ تعالٰی نے اس میں۔

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں غیر مسلم اقلیتوں کے مذہبی حقوق کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں ایسی بہت سی مثالیں نظر آتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے عہد میں جس طرح مسلمانوں کو مکمل طور پر مذہبی آزادی حاصل تھی اسی طرح غیر مسلم اقلیتوں کو بھی مکمل طور پر مذہبی آزادی دی گئی اور کسی طرح سے بھی ان کی مذہبی آزادی کو سلب نہیں کیا گیا تھا۔ چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

غزوہ بنی قریظہ کے دوران جو بچے، مال اور خواتین مسلمانوں کے ہاتھ آئی ان میں ایک ریحانہ بنت عمرو بھی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے لیے پسند فرمایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو اس عورت نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ ﷺ نے انہیں جبر کر کے مسلمان نہیں کیا بلکہ انہیں ان کے مذہب پر رہنے دیا بعد میں وہ نبی کریم ﷺ اور اسلام سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئی ریحانہ بنت عمرو کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ جوتیوں کی آواز آئی تو آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا ثعلبہ بن سعیہ ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری سنانے کے لیے آرہے ہیں پھر ثعلبہ آئے اور کہا:

"یا رسول اللہ قدأسلمت ریحانة."[39]

غزوہ تبوک سے جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو حمیر کے ایک سفیر مالک بن مرہ (جن کو زرعہ ذویزن نے سفارت کے منصب پر فائز کر کے بھیجا تھا تاکہ وہ نبی کریم ﷺ کو حمیر کے بادشاہوں کے اسلام لانے کی خوشخبری سنائے اور مکتوبات کے جواب لکھوا کر لائیں) نبی کریم ﷺ کی

---

[38] القرآن، سورۃ المائدہ، ۵:۴۷

Al Qur'ān, 5:47

[39] عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دار الکتاب العربی-بیروت لبنان، ۱۴۲۵ھ، ج:۲، ص:۱۵۲-۱۵۳

Ibn-e-Hishām, ‚abd al Malik. (1425). Al-Sīrat al Nabawiyyah. Dār al Kitāb al ‚arabī Beirūt Labnān.

خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے مکتوبات کے جواب لکھیں اور انہیں نہ صرف اسلام کے بنیادی احکامات کے بارے میں بتایا بلکہ غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کے حوالے سے بھی خصوصی ہدایت کی اور انہیں بتایا کہ غیر مسلموں کو اسلام لانے کے لیے مجبور نہ کیا جائے:

"و من كان على يهوديته أو نصرا نيته فإنه لايردّ عنها، وعليه الجزية."[40]

نجران کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے انہیں مسجد نبوی میں رہنے کی جگہ دی اور انہیں مکمل طور پر مذہبی آزادی دی اور جب انہوں نے مسجد نبوی میں اپنے طریقے کے مطابق مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی تو انہیں روکا نہیں۔

"لما قدم وفد نجران على رسول الله ﷺ، دخلوا عليه مسجد، بعد صلاة العصر، فحانت صلاتهم، فقاموا يصلون مسجد، ، فأراد الناس منعهم. فقال رسول الله ﷺ (ادعوهم) فاستقبلوا المشرق، فصلوا صلاتهم."[41]

اقلیتوں کی عبادت گاہوں کی تعمیر وحفاظت کرنا

قرآن وسیرت طیبہ ﷺ میں جہاں غیر مسلم اقلیتوں کو جان، مال، عزت وآبرو اور عقائد ورسومات کی آزادی کے حقوق دیے گئے ہیں وہاں غیر مسلم اقلیتوں کو اپنی عبادت گاہوں کی تعمیر کا حق بھی دیا گیا ہے اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا حق بھی دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللهِ كَثِيْرًا."[42]

اور اگر اللہ تعالیٰ بچاؤنہ کرتا لوگوں کا انہیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر تو (طاقتور کی غارتگری سے) منہدم ہو جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔

اقلیتوں کی عیادت کرنا

سیرت طیبہ ﷺ میں جس طرح اقلیتوں کو جان، مال، عزت وآبرو کی حفاظت کا حق دیا گیا ہے۔ اسی طرح انہیں یہ حق بھی دیا گیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بیمار پڑ جائے یا انہیں کوئی تکلیف ہو تو ان کے دلجوئی کی جائے اور ان کی خبر گیری رکھی جائے۔ ان کی بیماری کے بارے میں پوچھا جائے اور ان

---

[40] حافظ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، دارالکتب العلمیہ - بیروت لبنان، ۱۴۲۶ھ، ج:۳، ص:۸۹

Ibn-e-Kathīr, Ḥāfiz. (1426). Al-Bidāyah wa Nihāya. Dār al Kutab al ،almiyah Beirūt Labnān.

[41] ابن قیم الجوزیہ، زادالمعاد فی ھدی خیر العباد، داراحیاء التراث العربی - بیروت لبنان، ۱۴۲۱ھ، ج:۳، ص:۲۶۷

Ibn-e-Qayyam al Jauziyyah. (1421). Zād al Ma،ād fī Khaīr ،ibād. Dār aḥyā' al turāth al ،arabī Bairūt Labnān.

[42] القرآن، سورۃ الحج، ۲۲:۴۰

Al Qur'ān, 22:40

کے گھر جاکران کی عیادت کی جائے اور یہ حق اس لیے دیا گیا ہے تاکہ ان سے ہمدردی کا مظاہرہ کیاجا سکے اورانہیں راحت کااحساس دلایاجاسکے ہو سکتاہے کہ وہ مسلمانوں کے اس عمل سے متاثر ہو کر اسلام لے آئیں۔ نبی کریم ﷺ خود بھی ایک یہودی کی عیادت کے لیے تشریف لے کر گئے تھے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"أنس رضي الله عنه قال كان غلام يهودي يخدم النبي ﷺفمرض فأتاه النبي ﷺ يعوده فقعد عند رأسه فقال له أسلم فنظر إلى أبيه وهو عنده فقال له أطع أبا القاسمﷺ فأسلم فخرج النبيﷺ وهو يقول الحمد لله الذي أنقذه من النار."[43]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا پس وہ بیمار پڑ گیاتو نبی کریم ﷺ اس کا حال معلوم کرنے کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سر کی طرف بیٹھ گئے پس اس سے فرمایا کہ اسلام لے آؤ پس اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا اور وہ اس کے پاس تھا اس کے والد نے کہاابو القاسم ﷺ کی بات مان لو چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا پس نبی کریم ﷺ وہاں سے باہر تشریف لائے اور وہ فرمارہے تھے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے اسے آگ سے بچالیا۔

اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا

قرآن اور سیرت طیبہ ﷺ میں اقلیتوں کو جو حقوق دیے گئے ہیں ان میں ایک اہم حق یہ بھی ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ رکھاجائے۔ جب بھی مسلمان اقلیتوں کے ساتھ گفتگو کریں یا کسی بھی قسم کا معاملہ کرے تو ان کا یہ فرض ہے کہ وہ غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ نہایت ہی عمدہ انداز میں اور حکمت کے ساتھ پیش آئیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ."[44]

اور (اے مسلمانو!) بحث و مباحثہ نہ کیا کرو اہل کتاب سے مگر شائستہ طریقہ سے۔

اسی طرح سیرت طیبہ ﷺ میں بھی ہمیں اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک کی بہت سی مثالیں اور واقعات ملتے ہیں۔

---

[43] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات، هل يصلى عليه، وهل يعرض على الصبي الإسلام، دارالاسلام، الریاض، ۱۴۲۱ھ، حدیث:۱۳۵۶

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā،īl. (1421). Ṣaḥīḥ Bukhārī. Dār Islām al Riyāḍ Kitāb al Janā'iz, bāb idhā aslam al ṣabiyū famāt, hal Yuṣallī ،alaihi, wa hāl yu`raḍu ،alī al ṣabiyya al islām. Ḥadīth:1356

[44] القرآن، سورۃ العنکبوت، ۲۹:۴۶

Al Qur'ān, 29:46

مثلا ثمامہ بن اثال کو جب گرفتار کرکے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا تو اس نے کہا اگر آپ مجھے قتل کریے گے تو میرا بدلہ لینے والے موجود ہے اور اگر آپ احسان کرے گے تو میں شکر کروں گا اور اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں آپ ﷺ نے مسلسل تین دن تک اس سے یہی سوال کیا اور اس نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا۔ تیسرے روز آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔[45]

اسی طرح عکرمہ کا واقعہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ وہ فتح مکہ کے موقع پر چند مسلمانوں کو شہید کرکے فرار ہو گئے تھے لیکن جب اس کی بیوی ام حکیم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شوہر عکرمہ کے لیے امان طلب کرتی ہے تو نبی کریم ﷺ اس کو اس کے شوہر کے لیے امان دے دیتے ہیں اور جب عکرمہ مکہ کے قریب پہنچتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرکے انہیں ابو جہل کو برا بھلا کہنے سے بھی منع کر دیا۔[46]

اسی طرح زید بن سعنہ کا واقعہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ وہ ایک یہودی عالم تھا۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ان کو ادھار پر کچھ کھجوریں دلوائی تو انہوں نے ۸۰ مثقال سونا آپ ﷺ کے پاس مخصوص تاریخ تک کے لیے زر ضمانت کے طور پر رکھوا دیا ابھی مقرر تاریخ نہیں آئی تھی کہ زید بن سعنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ان کی چادر کو زور سے پکڑا اور غصے میں کہا کہ آپ میری رقم واپس نہیں کریں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مجھے نبی کریم ﷺ کی قوت کی حفاظت کی فکر نہ ہوتی تو میں تیرا سر قلم کر دیتا نبی کریم ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھ کر مسکرا رہے تھے پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں اور زید دوسرے سلوک کے مستحق تھے تم زید کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور تم نے انہیں جو سخت الفاظ بولے ہیں ان کے بدلے اس کو زیادہ کھجوریں دینا۔[47]

---

[45] مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب ربط الأسیر وحبسه، وجواز المن علیه، دار الاسلام، الریاض، ۱۴۲۱ھ، حدیث: ۴۵۸۹

Qushaīrī, Muslim bin Ḥijāj. (1421). Ṣaḥiḥ Muslim. Dār al Islām al Riyāḍ. Kitāb Jhād wa al ssayar, bāb rabṭ al asīr wa ḥabsih, wa Javāz al man ˛alīhī. Ḥadīth: 4589

[46] محمد بن عبداللہ الحاکم النیساپوری، المستدرک الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، باب ذکر مناقب عکرمہ بن ابی جہل واسم ابیہ مشہور، دار الحرمین، بیروت، ۱۴۱۷ھ، حدیث: ۵۱۲۱

Nīshāpūrī, Muḥammad bin ˛abd Allāh al Ḥākim. (1417). Al Mustadrak al Ṣaḥīḥḥaīn. Dār al Ḥarman Beirūt. Kitāb Ma˛rfat al Ṣaḥābah. Bāb dhikr Manāqib ˛ikramah bin abī Jahl wa ism abīh mashhūr. Ḥadīth: 5121

[47] محمد بن عبداللہ الحاکم النیساپوری، المستدرک الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، باب ذکر اسلام زید بن سعنة مولی رسول اللہ ﷺ، حدیث: ۶۶۲۵

Nīshāpūrī, Muḥammad bin ˛abd Allāh al Ḥākim. (1417). Al Mustadrak al Ṣaḥibḥḥaīn. Dār al Ḥarman Beirūt. Kitāb Ma˛rfat al Ṣaḥabah. Bāb dhikr Islām zaid bin sa˛nah Mulā Rasāl Allāh. Ḥadīth: 6625.

اقلیتوں کے ایفاء عہد کو پورا کرنا

قرآن اور سیرت طیبہ ﷺ میں جہاں جان، مال، مذہبی آزادی، عبادت وغیرہ جیسے حقوق میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں کیا گیا اسی طرح ایفاء عہد کے بارے میں بھی مسلم اور غیر مسلم کے درمیان کوئی فرق ملوث نہیں رکھا گیا کہ مسلمان صرف مسلمان کے ساتھ کیا ہوا عہد مکمل کریں اور غیر مسلم کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ جب چاہیں توڑ دیں بلکہ مسلمانوں کو عہد پورا کرنے کی تلقین کی گئی ہے پھر چاہے وہ عہد اس نے کسی مسلمان کے ساتھ کیا ہو یا اسلامی معاشرے میں رہنے والی اقلیتوں کے ساتھ یا ان غیر مسلموں کے ساتھ جو مسلمانوں کی دشمن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا."[48]

اور پورا کیا کرو اپنے عہد کو بے شک ان وعدوں کے بارے میں (تم سے) پوچھا جائے گا۔

مندرجہ بالا آیت میں عہد کو پورا کرنے کا کہا گیا ہے اور یہ حکم عام ہے اگر ایک مسلمان کسی غیر مسلم سے عہد کرتا ہے تو اس سے اس کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اپنے عہد مبارکہ میں ایفاء عہد کا خیال رکھا اور صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین کی اور اس کی ہمیں بہت سی مثالیں بھی ملتی ہیں۔

غزوہ بدر کے موقع پر کفار (قریش) نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ اور ان کے والد حضرت حُسیل رضی اللہ تعالیٰ کو پکڑ لیا اور ان سے یہ وعدہ لے کر چھوڑ دیا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوں گے انہوں نے رہائی کے بعد آپ ﷺ کو وعدے کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"انْصَرِفَا، نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ."[49]

کہ تم دونوں واپس لوٹ جاؤ ہم ان کے ساتھ کیے گئے وعدے کو پورا کریں گے۔

ایفائے عہد کی مثال ہمیں صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی ملتی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اور سہیل بن عمرو کے مابین معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو اتنے میں سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ زنجیروں میں بندھے ہوئے آگئے تو جب سہیل نے ابو جندل کو دیکھا تو نبی کریم ﷺ سے کہا کہ ہمارا

---

[48] القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷: ۳۴
Al Qur'ān, 17:34

[49] امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب الوفاء بالعھد، حدیث: ۴۶۳۹
Qushaīrī, Muslim bin Ḥijāj. (1421). Ṣaḥiḥ Muslim. Dār al Islām al Riyaḍ. Kitāb Jhād wa al ssayar, bāb al wafā' bi al 'ahad, Ḥadīth: 4639

معاہدہ ہو چکا ہے تم اپنے ساتھ اسے نہیں لے جاسکتے آپ ﷺ نے کہا ٹھیک ہے۔ تو ابو جندل نے کہا وہ مجھے دین سے گمراہ کر دیں گے تو آپ ﷺ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا تمہارے لیے کوئی راستہ نکالے گا ہم نے آپس میں معاہدہ کر لیا ہے اور ہم معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔[50]

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر موقع پر غیر مسلموں کے حقوق کا خیال رکھا ہے اور انہیں مکمل تحفظ فراہم کیا ہے۔

اقلیتوں کی دعوت کو قبول کرنا

سیرت طیبہ ﷺ میں ہم جب اقلیتوں کے حقوق کا جائزہ لیتے ہیں تو جو حقوق ہمارے سامنے آتے ہیں ان میں ایک حق جو غیر مسلموں کو دیا گیا ہے وہ ان کی دعوت کو قبول کرنا ہے آپ ﷺ بھی غیر مسلموں کی دعوت کو قبول کیا کرتے تھے۔

"عبد الله حدثني أبي ثنا عفان ثنا أبان ثنا قتادة عن أنس: أن يهودياً دعا رسول الله ﷺ إلى خبز شعير وإهالة سَنِخَةٍ، فأجابه وقد قال أبان أيضاً أن خياطاً."[51]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے رسول ﷺ کو جو کی روٹی اور بو دار سالن کی دعوت دی، آپ ﷺ نے اس کی دعوت قبول فرمائی۔

اقلیتوں کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا

سیرت طیبہ ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم اقلیتوں کو سلام بھی کیا جاسکتا ہے اور اگر وہ خود سلام کرے تو ان کو جواب بھی دینا چاہیے۔ غزوہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے کر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مجلس سے گزرے جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی سب شریک تھے تو جب سواری کی وجہ سے گرد مجلس والوں پر پڑی تو عبد اللہ نے کہا کہ ہمارے اوپر گرد نہ اڑاؤ پھر حضور اکرم ﷺ نے انہیں سلام کیا۔[52]

---

[50] ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج:۲، ص:۱۸۳-۱۸۴

Ibn-e-Kathīr, Ismā‚īl bin,Umar. (1420). Tafsīr al Qur'ān al, Azīm. Dār al ṭayībah al Rīyāḍ.

[51] امام احمد بن حنبل، مسند احمد، ۱۴۱۴ھ، حدیث:۱۳۸۶۱

Aḥmad bin ḥanbal, Imām. (1414). Musnad lil Imām Aḥmad bin Ḥanbal. Dār al Fikar Beirūt. Ḥadīth: 13861.

[52] امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب التسلیم فی مجلس فیہ أخلاط من المسلمین والمشرکین، حدیث:۶۲۵۴

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‚īl. (1421). Ṣaḥīḥ Bukhārī. Dār Islām al Riyāḍ. Kitāb al asti'dhān, bāb al-taslīm fī majlis fīh akhlāṭ. Min al Muslimīn wa al Mushrikīn. Ḥadīth: 6254.

روایت میں ہے کہ صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اہل کتاب ہم سے سلام کرتے ہیں ہم جواب کیسے دیں آپ ﷺ نے فرمایا: وَعَلَيْكُمْ کہو۔[53]

اقلیتوں کے ساتھ عدل وانصاف کرنا

اقلیتوں کے حقوق میں عدل و انصاف کرنے کا حق بھی شامل ہے کہ ان کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ کیا جائے اور بے انصافی نہ کی جائے۔ نبی کریم ﷺ بھی غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان عدل وانصاف کیا کرتے تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ منافق اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا تو یہودی نے فیصلہ کے لیے اسے نبی کریم ﷺ کی طرف بلایا اور منافق نے اسے کعب بن اشرف سے فیصلہ کروانے کا کہا پھر یہودی کے اصرار پر دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو نبی کریم ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کیا۔[54]

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ایک مسلمان نے ذمی کو قتل کر دیا تو جب مقدمہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے کہا: أنا أحق من وفی بذمة۔ اس کے بعد اس مسلمان کو قصاصا قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔[55]

اقلیتوں کے تحائف کو قبول کرنا

سیرت طیبہ ﷺ میں ہمیں ایسی بہت سی مثالیں اور واقعات ملتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ غیر مسلموں کے بھیجے ہوئے تحائف کو قبول فرمایا کرتے تھے۔

مثلاروایت میں آتا ہے روم کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو سندس کا چوغہ ہدیہ میں دیا تو آپ ﷺ نے انہیں یہ چوغہ واپس نہیں کیا بلکہ قبول فرمایا۔[56]

---

[53] امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النھي عن ابتداء أھل الکتاب بالسلام وکیف یرد علیھم، حدیث:۵۶۵۳

Qushaīrī, Muslim bin Ḥijāj. (1421). Ṣaḥiḥ Muslim. Dār al Islām al Riyāḍ. Kitāb al salām, bāb nahī ʻan abtidāʼ ahl al kitāb bi al salām wa kyfa yuradū ʻalīhim, Ḥadīth: 5653.

[54] محمود بن عمر الزمخشری، تفسیر کشاف، دار المعرفۃ-بیروت لبنان، ۱۴۳۰ھ، ص:۲۴۲-۲۴۳

Zamakhsharī, Muḥammad bin ˛umar. (1430). Tafsīr Kashāf. Dār al ma˛arfat Beirūt Labnān.

[55] محمد بن احمد سرخسی، المبسوط، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ، ج:۹، ص:۱۳۷

Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad. (1422). Al Mabsūṭ. Dār aḥyāʼ al Turāth al ˛arabī Beirūt Labnān.

[56] امام ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب من کرھہ، حدیث:۴۰۴۷

Abū dāūd, Imām. (1421). Sunan Abū dāūd. Dār al Islām al Riyāḍ, Kitāb al libās, bāb Karihah, Ḥadīth: 4047.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فارس کے بادشاہ کسریٰ نے آپ ﷺ کے لیے تحفہ بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے قبول کر لیا اور کچھ اور بادشاہوں نے بھی آپ کو تحفے بھیجے تو آپ نے قبول کر لیے۔[57]

اقلیتوں کے جنازے کی تعظیم کرنا

جہاں اقلیتوں کو دیگر بہت سے حقوق عطا کیے گئے ہیں وہاں انسانی ہمدردی اور بھلائی کے پیش نظر اقلیتوں کے جنازے کی تعظیم و تکریم کا حق بھی دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ بھی غیر مسلم کے جنازے کی تعظیم و تکریم میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور یہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی کا مظاہرہ تھا۔ روایت میں آتا ہے کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ لوگ جنازہ لے کر نکلے تو یہ دونوں کھڑے ہو گئے تو کہا گیا کہ جنازہ تو ذمیوں کا ہے تو انہوں نے کہا جب نبی کریم ﷺ کے پاس سے یہودی کا جنازہ گزرا تھا تو آپ ﷺ بھی کھڑے ہو گئے تھے۔[58]

دیگر مذاہب اور نظریات کے لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کا طرز عمل اور اقلیتوں کے حوالے سے نافذ کردہ قوانین

حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد کفار نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام پر بے شمار ظلم کیے بالآخر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور وہ آپ ﷺ کو بار بار مدینہ منورہ آنے کی دعوت دے رہے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ حکمِ خداوندی سے مدینہ گئے تو آپ ﷺ نے وہاں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی کیونکہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا موجود نہ تھا جس میں سے کسی نے اسلام قبول نہ کیا ہو البتہ کچھ یہودیوں کے قبائل ایسے تھے جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مہاجرین کے ساتھ ساتھ یہودیوں سے بھی معاہدہ کیا اور اس میں ان کو حقوق بھی عطا کیے مثلاً تمام غیر مسلم اپنی سابقہ حالت کے مطابق خون بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کو بھی خود ہی رہا کرائیں گے جو یہودی معاہدے میں شریک ہیں انہیں امداد مساوی حاصل ہو گی اور ان پر ظلم و ستم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی دوسرے کی مدد کی جائے گی کہ وہ ان پر ظلم و ستم کرے بلکہ وہ

---

[57] امام ترمذی، جامع ترمذی، أبواب السیر عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء في قبول ھدایا المشرکین، حدیث:۱۵۷۶

Tirmazī, Muḥammad bin ˛Iīsā, Jāmi˛a Tirmazī, Dār al Islām al Riyāḍ. Abwāb al – sayar ˛an Rasūl Allāh, bāb mā jā’a fī Qabūl hadāyah al mushrikīn, Ḥadīth: 1576.

[58] امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب من قام لجنازۃ یھودي، حدیث:۱۳۱۲

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā˛īl.(1421). Ṣaḥīḥ Bukhārī. Dār Islām al Riyāḍ. Kitāb al Janāiz, bāb man qāma lijanāzah Yahūdī, Ḥadīth: 1312.

مسلمانوں کی طرف سے ہمدردانہ رویے کے مستحق ہوں گے یہودی اپنے دین پر عمل کریں گے اور یہودی اپنے اخراجات کے خود ذمہ دار ہوں گے یہود کی صلح مسلمانوں کی صلح اور مسلمانوں کی صلح یہود کی صلح متصور ہو گی معاہدین میں سے اگر کوئی باہر جانا چاہے گا تو وہ بھی امن کا حقدار ہو گا اور جو مدینے میں رہے گا وہ بھی امن کا حقدار ہو گا۔[59]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اہل نجران سے معاہدہ کیا کہ نجران اور اس گرد کے لوگوں کی جانیں، ملت، زمین، مال، حاضر و غائب جانور، قاصد، تصویریں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی امان اور اللہ کے رسول کی امانت میں ہے۔ تمہارے کسی حق میں تبدیلی نہیں کی جائے گی اور نہ ہی تمہارے حقوق اور مذہبی آزادی میں دخل اندازی کی جائے گی اور نہ ہی تمہاری مورتیاں توڑی جائیں گی اور نہ ہی کسی پادری اور راہب کو اس کے منصب سے ہٹایا جائے گا اور نہ ہی تم پر ظلم ہونے دیا جائے گا۔[60]

فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو ہدایت دی کہ جو تم سے آکر لڑے ان سے ہی لڑنا ان کے سوا کسی کو قتل نہ کرنا۔[61] اور جب مکہ فتح ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے کہا جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔[62] حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون کو، تمہارے اعمال کو اور تمہاری آبرو کو ایک دوسرے پر حرام کر دیا۔[63]

نبی کریم ﷺ نے دیگر مذاہب اور نظریات کے لوگوں کے ساتھ جو معاہدات کیے اور ان کے لیے جو قوانین نافذ کیے ان سے معلوم ہوتا ہے ان کے جان، مال، عزت اور آبرو کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ انہیں مکمل مذہبی آزادی دی جائے گی۔ ان کے مذہبی شعائر اور رسومات کو تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ ان کے مذہبی عہدے داروں سے ان کے عہدے سلب نہیں کیے جائیں گے۔

---

[59] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ص:۴۵۵–۴۵۶
Ibn-e-Hishām, abd al Malik. (1425). Al-Sīrat al Nabawiyyah. Dār al Kitāb al,arabī Beirūt Labnān.

[60] احمد بن یحیی بن جابر البلاذری، فتوح البلدان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ، ص:۴۶
Balādhrī, Aḥmad bin Yaḥyā bin Jābir. (1420) Futūḥ al baldān. Dār al kutub al ,almiyah Beirūt Labnān.

[61] محمد بن اسحاق، سیرۃ النبویۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ، ص:۵۲۹
Ibn-e-Isḥāq Muḥammad. (1424). Al-Sīrat al Nabawiyyah. Dār al kutub al ,almiyah Beirūt Labnān.

[62] پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ لاہور، ۱۴۱۸ھ، ج:۴، ص:۴۴۶
Azharī, Pīr Muḥammad Karam Shāh. (1418). Ḍiyya' al Nabī. Ḍiyya' al Qur'ān Publications Lahore.

[63] ابن ہشام، سیرۃ النبویۃ، ص:۵۰۹
Ibn-e-Hishām, abd al Malik. (1425). Al-Sīrat al Nabawiyyah. Dār al Kitāb al,arabī Beirūt Labnān.

حاصل کلام

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اس نے تمام لوگوں کے حقوق کا خیال رکھا ہے اور کسی کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا۔ جب سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ سیرت طیبہ ﷺ میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم اقلیتوں کو بھی بے شمار حقوق سے نوازا گیا ہے قطع نظر اس کے کہ جب مسلمان اقلیت میں تھے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام پر بے شمار ظلم و ستم کیے لیکن جب مسلمان اکثریت میں وجود میں آئے اور غیر مسلم کی تعداد کم ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے نہ صرف عفو درگزر سے کام لیا بلکہ ان کو بہت سے حقوق بھی فراہم کیے جن کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ سیرت طیبہ ﷺ میں اقلیتوں کو جان، مال، عزت و آبرو، مذہبی عقائد ور سومات کی آزادی اور مذہبی شعائر کی حفاظت کے حقوق دینے کے ساتھ ساتھ یہ حقوق بھی دیے گئے ہیں کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے، ان سے کیے ہوئے وعدے کو حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرنا، ان کے تحائف کو قبول کرنا، ان کے جنازے کی تعظیم کرنا جیسے حقوق بھی دیے گئے ہیں تاکہ اسلام کی وجہ سے ان کی دل شکنی نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے عہد میں غیر مسلموں سے جو معاہدات کیے ان میں بھی ان کے حقوق کا بھرپور خیال رکھا اور ان کے حقوق کے حق تلفی کرنے کی ممانعت کی۔ یہ تمام حقوق اس لیے دیے گئے کہ دین اسلام مساوات کا درس دیتا ہے اور امن کا گہوارہ ہے۔ عصر حاضر میں بھی معاشرے میں امن و امان اور بھائی چارے کے قیام کے لیے اس رویے کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔